



ضعیف حدیث کی معرفت و حجیت (تحقیق و تجزیاتی مطالعہ)

IDENTIFICATION AND AUTHORITY OF WEAK HADITH (RESEARCH AND ANALYTICAL STUDY)

1-Shahzada Imran Ayub

Associate Professor, Dept of Islamic Studies,
Division of Islamic & Oriental Learning,
University of Education, Lower Mall Campus,
Lahore.

Email: drhfzimran@gmail.com

ORCID ID:

<https://orcid.org/0000-0002-5840-1646>

To cite this article:

Ayub, Dr Shahzada Imran, and Dr Shams ul Arifeen. "IDENTIFICATION AND AUTHORITY OF WEAK HADITH (RESEARCH AND ANALYTICAL STUDY)." The Scholar Islamic Academic Research Journal 9, No. 1 (June 22, 2023).

2-Shams ul Arifeen

Associate Professor, Dept of Islamic
Studies, The University of Lahore,
Lahore.

Email: shams.arifeen@ais.uol.edu.pk

ORCID ID:

<https://orcid.org/0009-0005-8537-6983>

To link to this article: <https://doi.org/10.29370/siarj/issue16urduar2>

Journal

The Scholar Islamic Academic Research Journal
Vol. 9, No. 1 | Jan –June 2023 | P.19- 27

Publisher

Research Gateway Society

DOI:

10.29370/siarj/issue16urduar2

URL:

<https://doi.org/10.29370/siarj/issue16urduar2>

License:

Copyright c 2017 NC-SA 4.0

Journal homepage

www.siarj.com

Published online:

2023-06-22



ضعیف حدیث کی معرفت و حجیت (تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ)

IDENTIFICATION AND AUTHORITY OF WEAK HADITH (RESEARCH AND ANALYTICAL STUDY)

Shahzada Imran Ayub, Shams ul Arifeen

ABSTRACT

The basis of the religion of Islam is the Prophetic Hadith as well as the Holy Quran. Therefore, Allah SWT has arranged for the protection of the Holy Quran as well as the hadith of the Prophet and he created such scholars and muhaddith who worked hard day and night not only to point out the weak and fabricated traditions but also to convey authentic hadith to the Ummah. In fact, such a hadith is said to be weak, which does not meet the conditions of sahih. In terms of weakness, there are different grades and levels of weak hadith, among which the most severe is the name of "Modhoo". It is not permissible to act on traditions with severe weakness, everyone agrees on this. The difference is whether a less weak tradition can be followed? so there are three different opinions of scholars about this; One is that weak hadith is absolutely valid, be it in terms of rules or virtues. The second opinion is completely opposite to this that a weak hadith is absolutely not valid for proof, be it in terms of rulings or virtues. The third opinion is that a weak hadith is an authority in virtues, not in rules, with a few conditions. According to me second opinion is preferable.

Keywords: Hadith, Weak, Narration, Muhadditheen, Protection, Rules, Authentic, Fabricated.

کلیدی الفاظ: حدیث، ضعیف، روایت، محدثین، تحفظ، قواعد، مستند، من گھڑت۔

اللہ تعالیٰ نے اپنے دین کو لوگوں تک دو طرح سے پہنچایا ہے؛ ایک قرآن کے ذریعے اور دوسرے حدیث کے ذریعے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے اس دین کی حفاظت کا ذمہ خود لیا ہے جیسا کہ قرآن کریم میں یہ وضاحت موجود ہے۔ اس لیے جس طرح قرآن من و عن محفوظ ہے اسی طرح حدیث بھی اپنی اصل صورت میں محفوظ ہے۔ ان دونوں کو اپنی حقیقت سے آج تک نہ کوئی مٹا سکا ہے اور نہ ہی کوئی قیامت تک مٹا سکے گا۔ تاہم اس سے مجال انکار نہیں کہ مختلف ادوار میں مختلف بد طینت، کذاب، زنا دقہ اور اسلام دشمن عناصر نے دین میں تحریف اور رخنہ اندازی کے مذموم مقاصد کی تکمیل کے لیے ایسی ایسی

روایات گھڑیں کہ جن کا عہد رسالت میں کہیں نام و نشان تک نہیں تھا۔ مگر چونکہ دین کی حفاظت کا ذمہ اللہ تعالیٰ نے خود لیا ہے اس لیے اس نے ہر دور میں ایسے ثقہ علماء و محدثین کو پیدا فرمایا جنہوں نے کمال محنت اور عرق ریزی سے احادیث کے مجموعے سے ضعیف اور من گھڑت روایات کو الگ کر کے رکھ دیا اور سنت نبوی کو صحیح احادیث کے شفاف آئینے میں دنیا کے سامنے پیش کر دیا۔

صحیح اور ضعیف حدیث کا مختصر تعارف:

محدثین نے صحت و ضعف کے لحاظ سے حدیث کو دو انواع میں تقسیم کیا ہے؛ مقبول اور مردود۔ مقبول سے مراد وہ احادیث ہیں جن میں صدق کا پہلو رائج اور غالب ہو۔ اس نوع کا حکم یہ ہے کہ یہ شریعت میں حجت ہیں اور ان پر عمل واجب ہے اور مردود سے مراد وہ روایات ہیں جن میں صدق اور سچ کا پہلو غالب نہ ہو۔ ایسی روایات کا حکم یہ ہے کہ یہ حجت نہیں ہوتیں اور نہ ہی ان پر عمل واجب ہوتا ہے۔ ضعیف دراصل ایسی حدیث کو کہا جاتا ہے جس میں نہ تو صحیح حدیث کی صفات و شروط موجود ہوں اور نہ ہی حسن کی۔ جیسا کہ محدثین نے اس کی تعریف ان الفاظ میں فرمائی ہے کہ ((هُوَ مَا لَمْ يَجْمَعْ صِفَةَ الصَّحِيحِ أَوْ الْحَسَنِ)) ”ہر وہ حدیث جس میں نہ تو صحیح حدیث کی صفات موجود ہوں اور نہ ہی حسن حدیث کی۔“¹

صحیح حدیث کی صفات و شروط یہ ہیں کہ اس کے تمام راوی عادل و ضابط ہوں اور وہ اپنے ہی جیسے عادل و ضابط راویوں سے نقل کریں اور یہ کیفیت سند کے شروع سے آخر تک قائم رہے، نیز اس میں کوئی شذوذ یا مخفی علت بھی نہ ہو۔ حسن حدیث کی صفات یہ ہیں کہ ایسی حدیث جس کے راوی عادل مگر حافظے کے اعتبار سے صحیح حدیث کے راویوں سے کچھ کم درجے کے ہوں اور سند آخر تک متصل ہو اور وہ شاذ یا معلول بھی نہ ہو۔ صحیح حدیث کی ایک قسم صحیح لغیرہ ہے جو درحقیقت مذکورہ حسن حدیث ہی ہوتی ہے مگر وہ مزید اس جیسی یا اس سے قوی تر اسانید کے ذریعے بھی منقول ہوتی ہے۔ اسی طرح حسن حدیث کی ایک قسم حسن لغیرہ بھی ہے جو اصل میں ضعیف روایت ہی ہوتی ہے، مگر ایک تو وہ کئی سندوں سے ثابت ہوتی ہے اور دوسرے یہ کہ اس کے ضعف کا باعث راوی کا فسق یا کذب نہیں ہوتا۔ مختصر لفظوں میں حسن لغیرہ وہ ضعیف حدیث ہے جو مزید ایک یا زیادہ سندوں سے ثابت ہو اور یہ دوسری سند بھی اسی جیسی یا اس سے قوی تر ہو۔ نیز اس حدیث

¹ Al-Syooti, Jalal Al-deen, Tadreeb al-Ravi fi sharh taqreeb al-nwawi, Dar Taibah, Beirut, 1431 Ah, P: 195

کے ضعف کا سبب اس کے راوی کے حفظ کی خرابی یا سند میں انقطاع یا اس کے راویوں کی جہالت سے متعلق ہو۔ مذکورہ تفصیل نقل کرنے کا مقصد یہ ہے کہ قارئین کے سامنے یہ بات واضح ہو جائے کہ کون کون سی صفات و شرائط موجود ہوں تو حدیث صحیح یا حسن درجہ کی ہوتی ہے اور کون سی صفات موجود نہ ہوں تو حدیث ضعیف و مردود ہوتی ہے۔

ضعیف حدیث کی انواع و اقسام

ضعیف حدیث کو اہل علم نے صحیح حدیث کی مختلف شرائط مفقود ہونے کے اعتبار سے مختلف انواع میں تقسیم کیا ہے، جن کا اجمالاً ذکر کچھ یوں ہے کہ اگر سند متصل نہ ہو تو ضعیف حدیث کو چھ انواع میں تقسیم کیا جاتا ہے؛ معلق، مرسل، معضل، منقطع، مدلس اور مرسل خفی۔ اگر راوی عادل نہ ہوں تو ضعیف حدیث کو تین انواع میں تقسیم کیا جاتا ہے؛ موضوع، متروک، منکر۔ اگر راوی ضابطہ نہ ہوں تو ضعیف حدیث کو چار انواع میں تقسیم کیا جاتا ہے؛ مدرج، مقلوب، مضطرب اور مصحف۔ اگر روایت میں شذوذ ہو یعنی کوئی ثقہ راوی اپنے سے زیادہ ثقہ کی مخالفت کرے تو ضعیف حدیث کی ایک ہی قسم ہے؛ شاذ۔ اور اگر حدیث میں کوئی خفیہ علت ہو تو بھی ضعیف حدیث کی ایک ہی قسم ہے؛ معلق۔ واضح رہے کہ ضعیف حدیث کی سب سے قبیح قسم موضوع (یعنی من گھڑت روایت) ہے۔

ضعیف حدیث کو بیان کرنے کا حکم:

ضعیف حدیث کو آگے بیان کرنا جائز نہیں البتہ اسے صرف اس صورت میں بیان کیا جاسکتا ہے کہ اس کے ضعف کو بھی ساتھ ہی بیان کیا جائے۔ تاکہ سامعین یا قارئین کو علم ہو جائے کہ یہ بات رسول اللہ ﷺ کی طرف منسوب تو کی گئی ہے مگر ثابت نہیں۔ کیونکہ اگر ضعیف حدیث کو اس کا ضعف بیان کیے بغیر ہی آگے نقل کر دیا گیا تو یقیناً ایک طرف یہ رسول اللہ ﷺ پر افتراء ہو گا اور دوسری طرف لوگوں کو گمراہ کرنے کا ذریعہ، جو قطعاً جائز نہیں۔ بلاشبہ ضعیف حدیث کو آگے بیان کرنے والا دو حالتوں سے خالی نہیں: ایک یہ کہ اسے حدیث کے ضعف کا علم ہو اور دوسرے یہ کہ اسے اس کا علم نہ ہو۔ اگر اسے حدیث کے ضعف ہونے کا علم تھا اور اس نے پھر بھی اسے اس کا ضعف واضح کیے بغیر آگے بیان کر دیا تو لازماً اس پر رسول اللہ ﷺ کی بیان کردہ یہ وعید صادق آئے گی ”جس نے مجھ سے کوئی حدیث بیان کی اور وہ جانتا بھی ہے کہ یہ جھوٹ ہے تو وہ خود جھوٹوں میں سے ایک ہے۔“² اور اگر اسے حدیث کے ضعف ہونے کا علم ہی نہیں تھا تو پھر

² Al-Tirmazi, Abu Eisaa Muhammad bin Eisaa, Al-Jame`, Darussalam, Ryadh, 2009 AD, Hadith no: 2662

ضعیف حدیث کی معرفت وجہیت (تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ)

بھی وہ رسول اللہ ﷺ کے اس فرمان کی وجہ سے گناہگار ضرور ہو گا آدمی کے جھوٹا ہونے کے لیے یہی کافی ہے کہ وہ جو سنے اسے آگے بیان کر دے۔“³

معلوم ہوا کہ جو شخص کسی حدیث کی صحت و ضعف کا علم نہیں رکھتا اسے چاہیے کہ بلا تحقیق اسے آگے بیان نہ کرے۔ نیز جب عام معاملات کے لیے شریعت میں تحقیق کا حکم دیا گیا ہے اور عدالت و دیانت کا اعتبار کیا گیا ہے تو دین کے معاملے میں بالادلی تحقیق و عدالت کو ملحوظ رکھنا چاہیے، جیسا کہ اللہ تعالیٰ کے اس فرمان سے یہی حکم ثابت ہوتا ہے۔ ”اے مسلمانو! اگر تمہیں کوئی فاسق خبر دے تو تم اس کی اچھی طرح تحقیق کر لیا کرو، ایسا نہ ہو کہ نادانی میں کسی قوم کو ایذا پہنچا دو پھر اپنے کیے پر پشیمانی اٹھاؤ۔“⁴

لہذا حدیث بیان کرتے وقت انتہائی احتیاط سے کام لینا چاہیے، جب تک تحقیق و تدقیق کے ذریعے کسی حدیث کی صحت کے بارے میں کامل یقین نہ ہو جائے اسے آگے بیان نہیں کرنا چاہیے، ہاں اگر کہیں ضعیف یا موضوع روایت کو بیان کرنے کی ضرورت پیش آجائے تو وہاں ساتھ ہی اس کی حالت بھی واضح کر دینی چاہیے کہ یہ ضعیف ہے یا موضوع۔

ضعیف حدیث کی حجیت:

حجیتِ ضعیف حدیث کے بارے میں اہل علم کی تین آراء ہیں:

① ضعیف حدیث مطلقاً قابلِ حجت ہے، احکام میں ہو یا فضائل میں (بشرطیکہ اس کا ضعف شدید نہ ہو اور اس کے مخالف کوئی صحیح دلیل بھی نہ ہو)۔

اس موقف کے حاملین میں ائمہ اربعہ، امام ابو داؤد اور امام ابن ہمام وغیرہ شامل ہیں۔⁵ ان کے پیش نظر ایک تو امام احمد کا یہ قول ہے کہ ”ضعیف حدیث قیاس سے بہتر ہے۔“⁶ اور دوسرے یہ کہ ضعیف حدیث میں ثبوت اور عدم ثبوت دونوں کا ہی احتمال ہوتا ہے اور اگر اس کے مخالف کوئی دلیل نہ ملے تو ثبوت کا پہلو رائج ہو جاتا ہے لہذا اس پر عمل جائز ہے۔

② ضعیف حدیث مطلقاً قابلِ حجت نہیں، احکام میں ہو یا فضائل میں۔

³ Muslim bin hajjaj al-Qushairy, Sahih Muslim, Dar ul fikar, beruit, 2114 AD, Muqadma, P: 10, Abu Dawood Sulaiman bin Ashath Al-sijistani, Hadith no: 4992

⁴ Al-Hujurat : 6

⁵ Ibn Qayyam, Shams ud deen Muhammad bin Abu Bakar, A`laam al-muaqyeen an Rab al-Alameen, Dar ul Kutab Al-ilmyyah, Beruit, 1991 AD, Vol:1, P:31

⁶ Al-Shatbi, Ibraheem bin Musaa bin Muhammad, Al-ietsaam, Dar Ibn Affan, Al-Saudia, 1992 AD, Vol:1, P:288

ضعیف حدیث کی معرفت وجہیت (تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ)

امام ابن معین، امام بخاری، امام مسلم، امام ابن حزم، خطیب بغدادی، امام ابن تیمیہ، امام شافعی، امام شوکانی، علامہ احمد شاکر، شیخ البانی اور ائمہ محدثین کی ایک جماعت کا یہی موقف ہے۔ ان کا کہنا ہے کہ دینی امور میں یقین و اذعان کی ضرورت ہوتی ہے جبکہ ضعیف حدیث ظن مرجوح کا فائدہ دیتی ہے جس کی وجہ سے اس کا ثبوت ہمیشہ دل میں کھٹکتا رہتا ہے اس لیے اس سے بچنا ہی بہتر ہے۔ دوسرے یہ کہ احکام اور فضائل دونوں دین ہیں لہذا جیسے ضعیف حدیث سے احکام ثابت نہیں ہوتے ویسے فضائل بھی نہیں ہوتے۔ تیسرے یہ کہ جب احکام و فضائل میں صحیح احادیث کا وسیع ذخیرہ موجود ہے تو پھر ضعیف احادیث کی طرف رجوع کی آخر کیا ضرورت ہے؟ اور چوتھے یہ کہ محدثین نے تحقیق حدیث کے جو اصول وضع کیے ہیں وہ صرف احادیث احکام کے لیے نہیں بلکہ احادیث فضائل کے لیے بھی عام ہیں۔

③ ضعیف حدیث فضائل میں حجت ہے، احکام میں نہیں۔

یہ جمہور کی رائے ہے۔ انہوں نے فضائل میں ضعیف حدیث کے مقبول ہونے کے لیے تین شرائط مقرر کی ہیں۔ ایک یہ کہ اس کا ضعف شدید نہ ہو۔ دوسرے وہ کسی معمول بہ اصل کے تحت ہو اور تیسرے اس پر عمل کے وقت اس کے ثبوت کا نہیں بلکہ محض احتیاط کا اعتقاد رکھا جائے۔⁷ علاوہ ازیں یہاں وہ شرط بھی لاگو ہوگی کہ اس کے مخالف کوئی صحیح دلیل نہ پائی جائے، جمہور نے اس شرط کے ظاہر ہونے کی وجہ سے اسے الگ سے ذکر نہیں کیا۔ ان حضرات کے پیش نظر ائمہ کے چند اقوال ہیں جنہوں نے احادیث احکام اور احادیث فضائل میں فرق کا ذکر کیا ہے جیسے امام احمد کا یہ قول کہ ”جب ہم رسول اللہ ﷺ سے حلال و حرام کے متعلق کچھ روایت کرتے ہیں تو اسانید میں سختی کرتے ہیں اور جب فضائل کے متعلق روایت کرتے ہیں تو تساہل سے کام لیتے ہیں۔“⁸

دلائل و آراء کا علمی جائزہ:

ہمارے علم کے مطابق دوسری رائے قابل ترجیح ہے (ان شاء اللہ)۔ کیونکہ پہلی رائے کے قائلین نے جن دلائل کو پیش نظر رکھا ہے وہ انتہائی ضعیف اور ناقابل استدلال ہیں۔ ان کی پہلی دلیل کہ ”ضعیف حدیث قیاس سے بہتر ہے“ محض چند ائمہ کی طرف منسوب ہے ان سے منصوص نہیں، دوسرے یہ کہ امام احمد کے اس قول ”ضعیف حدیث قیاس سے بہتر ہے“ کے ساتھ اگر تیسری رائے کے تحت مذکور ان کے دوسرے قول ”جب ہم حلال و حرام کے متعلق

⁷ Tadreeb al-Ravi, Vol:1, P: 351

⁸ Khateeb Baghdadi, Abu Bakar Ahmad bin Ali, Al-Kifaya fi Ilm Al-Riwayah, Al-Maktaba al-ilmyyah, Al-Madinah Al-Munawwarah, 1431 Ah, P: 134

ضعیف حدیث کی معرفت وجہیت (تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ)

روایت کرتے ہیں تو سختی کرتے ہیں...“ کو بھی ملا لیا جائے تو پھر معلوم ہوتا ہے کہ آپ صرف فضائل میں تسابیل بالضعیف کے قائل تھے مطلقاً نہیں۔ تیسرے یہ کہ یہ محض ایک مجتہد کی رائے ہے جس میں غلطی کا امکان بھی موجود ہے۔ اور چوتھے یہ کہ امام احمدؒ وغیرہ نے جو ضعیف حدیث کو قیاس پر ترجیح والی بات کی ہے تو ان کے نزدیک ضعیف سے مراد حسن روایت تھی (جیسا کہ امام ابن تیمیہؒ اور امام ابن قیمؒ وغیرہ نے یہ وضاحت فرمائی ہے۔⁹) کیونکہ اس وقت حدیث کی صرف دو ہی قسمیں بنائی جاتی تھیں؛ صحیح اور ضعیف۔ اور ضعیف کی مزید دو قسمیں ہوتی تھیں، ایک ”ضعیف متروک“ اور دوسری ”ضعیف غیر متروک“۔ اس غیر متروک کو ہی بعد میں حسن کا درجہ دیا گیا۔ اور حسن روایت بالاتفاق قابل حجت ہے لہذا یقیناً وہ قیاس و رائے سے بہتر ہی ہے۔ علاوہ ازیں ان حضرات کی دوسری دلیل کہ ”ضعیف حدیث میں ثبوت کا بھی احتمال ہوتا ہے“ اس لیے درست نہیں کیونکہ دینی امور میں قطعیت اور یقین کی ضرورت ہے محض احتمالی اشیاء سے دین ثابت نہیں ہوتا۔

یہ پہلی رائے کے قائلین کے دلائل کا تجزیہ تھا، ان کے علاوہ تیسری رائے کے قائلین نے جو دلیل پیش نظر رکھی ہے (کہ احادیث احکام میں سختی اور احادیث فضائل میں تسابیل) وہ بھی کوئی کتاب و سنت کی نص نہیں بلکہ محض ائمہ و مجتہدین کے چند اقوال ہی ہیں جن میں غلطی کا امکان بہر حال موجود ہے۔ دوسرے یہ کہ ائمہ کے اس قول کا صرف وہی مفہوم نہیں جو مجوزین نے لیا ہے بلکہ کچھ اور مفاہیم بھی ہیں جیسے کہ ایک مفہوم یہ ہے کہ اصل عمل کسی صحیح دلیل سے ثابت ہو، پھر اس عمل کی فضیلت میں کوئی ضعیف حدیث وارد ہو تو تب اسے لیا جاسکتا ہے، بذات خود اس ضعیف روایت سے کسی عمل کا استحباب یا وجوب ثابت نہیں کیا جاسکتا (جیسا کہ امام ابن تیمیہؒ اور امام شاطبیؒ نے یہ وضاحت فرمائی ہے۔¹⁰) دوسرا مفہوم یہ ہے کہ عقائد و احکام کے علاوہ ضعیف حدیث کی روایت جائز ہے اس پر عمل نہیں (جیسا کہ یہ بات شیخ معلی اور ڈاکٹر ضیاء الرحمن اعظمی نے ذکر فرمائی ہے۔¹¹) اور تیسرا مفہوم یہ ہے کہ احادیث فضائل کو سند سمیت ذکر کر دیا جائے

⁹ Ibn Taimyya, Taqiudeen Abu Al-Abbas Ahmad bin Abd ul Haleem, Minhaj al-sunnah al-nabawiyah fi naqdh kalam al-sheea al-qadaryyah, Jamia al-imam Muhammad bin Saud al-islamia, 1986 AD, Vol:2, P: 191

¹⁰ Ibn Taimyya, Taqiudeen Abu Al-Abbas Ahmad bin Abd ul Haleem, Qayda Jalilah fi al-Tawassul Wal waseelah, Maktaba al-Furqan, Ajman, 2001 AD, P : 82, Al-Etsam by Shatbi, Vol:1, P:231

¹¹ Al-Mulami, Abdurrahman bin Yahya bin Ali, Al-Anwar Al-Kashifa Lima fi kitab "Adhwaa Ala al-sunnah, min al-zulal wal tadhleel wal mujazfah, Alam al-kitab

ضعیف حدیث کی معرفت وجہیت (تحقیقی و تجزیاتی مطالعہ)

تاکہ سند دیکھ کر لوگ ان کے ضعف کو جان لیں (جیسا کہ شیخ البانیؒ نے یہ وضاحت فرمائی ہے¹²)۔

علاوہ ازیں جمہور نے فضائل میں عمل بالضعیف کی جو شرائط ذکر کی ہیں ان کا جائزہ لینا بھی ضروری ہے۔ پہلی شرط کہ ”ضعیف شدید نہ ہو“ اس بات کی متقاضی ہے کہ قلیل الضعف اور شدید الضعف میں تمیز کی جائے، پھر قلیل الضعف میں سے احادیث فضائل کو احادیث احکام و عقائد سے الگ کیا جائے اور پھر فضائل کی قلیل الضعف احادیث پر قبولِ ضعیف کی یقینہ شرط کے انطباق کی کوشش کی جائے وغیرہ وغیرہ۔ اب یہ ایک حقیقت ہے کہ فن حدیث کا ماہر بھی بعض اوقات یہ کام نہیں کر پاتا تو پھر عوام سے اس کی کیا توقع رکھی جاسکتی ہے؟

دوسری شرط کہ ”ضعیف حدیث کسی معمول بہ اصل کے تحت ہو“ اس کا لازمی نتیجہ یہ ہے کہ عمل اصل پر ہو گا ضعیف حدیث پر نہیں تو پھر ضعیف کا ہونا یا نہ ہونا برابر ہے۔ دوسرے یہ کہ اگر اس شرط کا مطلب یہ ہے کہ ضعیف حدیث میں موجود حکم کی عمومی اصل تو ثابت ہے لیکن اس ضعیف حدیث میں اس کی تخصیص، تقييد یا اضافہ وغیرہ موجود ہے تو اس زائد صفت کو اس لیے قبول کیا جائے گا کیونکہ اس کی اصل ثابت ہے۔ یہ بات بھی محلِ نظر ہے کیونکہ عبادات تو قیفی ہیں، لہذا اگر کوئی عبادت اجمالی طور پر ثابت ہے تو اس کا حکم اجمالی ہی ہو گا ضعیف حدیث سے اس کی تفصیل ثابت نہیں ہوگی بلکہ اس کے لیے صحیح و ثابت نص کی ہی ضرورت ہوگی جیسے اگر نفل نماز کسی بھی وقت پڑھنا ثابت ہے اور کسی ضعیف حدیث میں پندرہ شعبان کی رات نفل نماز کی فضیلت وارد ہوئی ہے تو اس روایت کی وجہ سے اس رات کو نفل نماز کے لیے خاص نہیں کیا جائے گا کیونکہ کسی بھی عبادت کا وقت، جگہ، کیفیت یا مقدار وغیرہ کی تخصیص نص صحیح کے بغیر ممکن نہیں اور بلاشبہ غیر ثابت روایت کے ذریعے کسی عبادت کی تخصیص دین میں ایجا و بدعات کے مترادف ہے۔

تیسری شرط کہ ”اس پر عمل کے وقت احتیاط کا عقیدہ رکھا جائے ثبوت کا نہیں“ اس بات کی متقاضی ہے کہ انسان کسی دینی مسئلہ پر عمل بھی کرے اور یہ عقیدہ بھی رکھے کہ یہ دین میں ثابت نہیں، تو پھر ایسے مسئلے پر عمل کی کیا ضرورت ہے؟ نیز احتیاط کا تقاضا یہ نہیں کہ کسی غیر ثابت امر پر عمل کیا جائے بلکہ احتیاط کا تقاضا یہ ہے کہ صرف صحیح و ثابت امور کو ہی اپنایا جائے اور مشکوک و مشتبہ اشیاء سے اجتناب کیا جائے جیسا کہ فرمانِ نبوی بھی ہے کہ

Beruit, 1986 AD, P: 87, Al-Azami, Muhammad Zia ul Rahman, Dirasaat fi al-jarh wal tadeel, Maktaba al-ghurabaa al-tharyyah, Al-Saudia, 1995 AD, P: 229

¹² Al-Albani, Abu Abdurrahman Muhammad Nasir ul Deen, Sahih Al-Jame Al-Sagheer Wa ziadatuhi, Al-Maktab Al-Islami Beruit, 1431 Ah, Muqadma, Vol:1, P:52

”شک والے کام چھوڑ کر ایسے کام اپناؤ جن میں شک نہ ہو۔“¹³

یہاں یہ وضاحت بھی مناسب ہے کہ استدلال بالضعیف کے حوالے سے یہ خیال کرنا کہ اگر اس کے مخالف کوئی صحیح دلیل موجود نہیں تو گویا اس حدیث میں وارد حکم مسکوت عنہ ہے اور جب وہ حکم مسکوت عنہ ہے اور اس کے مخالف بھی کچھ ثابت نہیں تو اسے تسلیم کرنے میں کوئی مضائقہ نہیں، ایک باطل خیال اور اس شرعی قاعدہ کے خلاف ہے کہ ”عبادات میں اصل حرمت و ممانعت ہے“ یعنی صرف وہی کام بطور عبادت بجالایا جاسکتا ہے جو کسی صحیح دلیل سے ثابت ہو اور کوئی بھی غیر ثابت کام بطور عبادت بجالانا ہی بدعت ہے۔

قابل ترجیح رائے:

راقم کے علم کے مطابق مطلقاً ضعیف حدیث پر عمل کے قائلین اور صرف فضائل میں استدلال بالضعیف کے قائلین (دونوں) کا موقف مرجوح ہے جبکہ قابل ترجیح موقف یہ ہے کہ ضعیف حدیث نہ تو احکام میں حجت ہے اور نہ ہی فضائل میں۔ اس موقف کو ترجیح دینے کی چند وجوہ یہ ہیں کہ دینی امور میں یقین و قطعیت کی ضرورت ہوتی ہے جبکہ ضعیف حدیث بالاتفاق ظن مرجوح کا فائدہ دیتی ہے۔ دوسرے یہ کہ شریعت میں حدیث کی تحقیق و تفتیش کی ترغیب دلائی گئی ہے اور مشکوک و مشتبہ حدیث کی رسول اللہ ﷺ کی طرف نسبت سے روکا گیا ہے جیسا کہ کئی ایک فرامین نبویہ میں یہ وضاحت موجود ہے کہ ”جس نے کوئی جھوٹی بات میری طرف منسوب کی وہ اپنا ٹھکانہ جہنم بنالے“ وغیرہ وغیرہ۔¹⁴ تیسرے یہ کہ شریعت میں فضائل کا کم از کم درجہ استحباب کا ہے اور استحباب شریعت کے احکام خمسہ میں سے ایک حکم ہے اور کوئی بھی شرعی حکم کسی صحیح دلیل کے بغیر ثابت نہیں ہو سکتا۔ چوتھے یہ کہ ذخیرہ حدیث میں عقائد و احکام کے علاوہ فضائل سے متعلق بھی وافر مقدار میں احادیث موجود ہیں جو ہر شعبہ زندگی کے متعلق کامل رہنمائی کے لیے کافی ہیں تو پھر غیر ثابت روایات کا سہارا لینے کی ضرورت ہی کیا ہے؟۔ نیز یہاں اس حقیقت کی نقاب کشائی بھی ضروری ہے کہ جب فضائل میں ضعیف حدیث پر عمل کی گنجائش دی گئی تو اس کا نتیجہ یہ نکلا کہ یہ گنجائش فضائل تک ہی محدود نہیں رہی بلکہ

¹³ Jame Al-Tirmazi, Hadith no : 2518, Al-Nasani, Abu Abdurrahman Ahmad bin Shuaib, Al-Sunan, Maktab Al-Matboaat al-Islamia, Halb, 1986 AD, Hadith no: 5398

¹⁴ Al-Bukhari, Abu Abdullah Muhammad bin Islamil, Al-Jame Al-Sahih, Darussalam, Ryadh, 2005 AD, Hadith no: 110, Sahih Muslim, Hadith no: 3, Ibn abi Shaibah, Abu Bakar Abdullah bin Muhammad, Maktaba al-Rushd, Ryadh, 1409 Ah, Vol:8, P:762

احکام تک بھی تجاوز کر گئی اور رفتہ رفتہ بہت سے مسائل کی بنیاد ضعیف احادیث پر رکھتے ہوئے انہیں شرعی احکام کا درجہ دے دیا گیا اور آج عوام الناس کی اکثریت انہیں سنت سمجھتے ہوئے ہی کر رہی ہے۔ اب غور فرمائیے کہ جب بعض متقدم ائمہ اور دیگر بزرگان دین ضعیف حدیث پر عمل کی شرائط کی پابندی نہیں کر سکے تو عوام سے ان شرائط کی پابندی کی کیا توقع رکھی جاسکتی ہے؟ لہذا ضعیف احادیث سے احکام و عقائد کے ساتھ ساتھ فضائل میں بھی اجتناب ہی بہتر ہے۔

خلاصہ بحث:

دین اسلام کی بنیاد قرآن کریم کی طرح حدیث نبوی بھی ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے ساتھ ساتھ حدیث نبوی کی حفاظت کا بھی اہتمام فرمایا اور ایسے علماء محدثین کو پیدا فرمایا جنہوں نے شبانہ روز محنت سے نہ صرف ضعیف اور من گھڑت روایات کی نشاندہی کی بلکہ مستند سرمایہ حدیث بھی امت تک پہنچایا۔ ضعیف دراصل ایسی حدیث کو کہا جاتا ہے جو صحیح کی شرائط پر پوری نہ اتر سکے یا جس میں صحیح کی کوئی صفت یا شرط مفقود ہو۔ ضعف کے اعتبار سے ضعیف حدیث کے مختلف مراتب و درجات ہیں، جن میں سب سے سخت ضعیف کا نام ”موضوع“ ہے۔ شدید ضعف والی روایات پر عمل کسی صورت میں بھی جائز نہیں، اس پر سب کا اتفاق ہے۔ اختلاف اس بات میں ہے کہ کیا کم ضعف والی روایات پر عمل کیا جاسکتا ہے؟ تو اس بارے میں علما کی تین مختلف آراء ہیں؛ ایک یہ کہ ضعیف حدیث مطلقاً قابل حجت ہے، احکام میں ہو یا فضائل میں۔ دوسری رائے اس کے بالکل برعکس ہے کہ ضعیف حدیث مطلقاً قابل حجت نہیں، احکام میں ہو یا فضائل میں۔ تیسری رائے یہ ہے کہ ضعیف حدیث چند شرائط کے ساتھ فضائل میں حجت ہے، احکام میں نہیں۔ راقم کی رائے کے مطابق دوسری رائے قابل ترجیح ہے۔



This work is licensed under a [Creative Commons](https://creativecommons.org/licenses/by-nc-sa/4.0/)

[Attribution-NonCommercial-Share Alike 4.0 International \(CC BY-NC-SA 4.0\)](https://creativecommons.org/licenses/by-nc-sa/4.0/)